OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com



# "چرخ بھی کیا عجب عجوبہ ہے": اسلام سائنس اور ادب کے حوالے سے ایک مطالعہ

# *"Charkh Bhi Kia Ajab Ajooba Hay"*: A Study from the Perspective of Islam, Science and Literature

**Dr. Rubina Yasmin**
*Visiting Lecturer, Department of Urdu, Government College Women University, Faisalabad*
**Dr. Rabia Sarfraz**
*Professor, Department of Urdu, GCUF*
**Dr. Sumaira Akbar**
*Assistant Professor, Department of Urdu, GCUF*

## Abstract

*"Charkh Bhi kia Ajab Ajooba hay"* is a long poem written by Dr. Mirza Hasan Nasir. It is a long astronomical long poem about the Universe. Allah is the creator of the universe. All living and non-living beings are creature of Allah. We cannot reach the vastness of this universe. Do as much research on this universe as you can. We will come to the conclusion that only Allah knows the secrets of Allah. The poem mentions all the planets (Mercury, Venus, Earth, Mars, Mercury, Saturn, Uranus, Neptune, Pluto and the twinkling stars). Reading this poem reveals the greatness of Allah and His arguments in the Qur'an.

**Key Words:** Hasan Nasir, *Charkh*, Mercury, Venus, Earth

## تمہید

یہ کائنات اللہ رب العزت کی تخلیق ہے۔ اس کی تخلیق کے بارے میں مختلف مذاہب کے الگ نظریات ہیں اور سائنسدانوں کے الگ نظریات ہیں۔ انسان اسی تلاش میں ہے کہ یہ کائنات کیا ہے، یہ کیسے وجود میں آئی، اس کی تخلیق کب ممکن ہوئی اور اس کا خلیق کرنے والا کون ہے۔ مسلمان کا نظریہ یہ ہے کہ آج سے 1400 سو سال پہلے قرآن پاک میں کائنات کے تمام راز

CC BY

افشاں کر دئے گئے تھے انسان تو آج سائنسی علوم کی بنا پر تحقیق کر رہا ہے۔ اس کائنات کی تخلیق کے لیے اللہ پاک ذات نے بس یہ سوچا کہ یہ ہو جائے۔ یعنی "کن" تو وہ ہو گیا۔ قرآن پاک میں اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے اِن اَلفاظ میں بیان کیا ہے: **إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُO** (مریم، 35:19)[1] جب وہ کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو اسے صرف یہی حکم دیتا ہے۔ "ہو جا" بس وہ ہو جاتا ہے۔ موجودہ سائنسی تحقیقات کے محتاط اندازوں کے مطابق اَب تک اِس کائنات کو تخلیق ہوئے کئی صدیاں گزر چکی ہیں۔ آج سے 15 ارب سال پہلے پائی جانے والی اُس اِبتدائی کمیتی اِکائی سے پہلے وہ کیا شے تھی جس سے یہ کائنات ایک دھماکے کی صورت میں تخلیق کا ای گئی؟ سائنس اِس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہے۔ اِس مُعمّے کا حل قرآنِ مجید کے اِس فرمان پر اِیمان لانے سے ہی ممکن ہے: **أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا.** (الانبیاء، 30:21)[2] اور کیا کافر لوگوں نے نہیں دیکھا کہ جملہ آسمانی کائنات اور زمین (سب) ایک اِکائی کی شکل میں جڑے ہوئے تھے، پس ہم نے اُنہیں پھاڑ کر جدا کر دیا۔

## تخلیقِ کائنات

اس کائنات کی تخلیق کے حوالے سے مختلف مذاہب کے لوگوں کے مختلف نظریات ہیں۔ اسی طرح سائنس دانوں کے بھی مختلف نظریات ہیں۔ لیکن مسلمان اللہ کی آخری کتاب قرآن پاک سے رہنمائی لیتے ہوئے اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ کائنات کو جب بھی جیسے بھی تخلیق کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے۔ کائنات کو طاقت کے ذریعے پیدا کئے جانے سے حاصل ہونے والا قرآنی تصوّر اِس سائنسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ 'عظیم اِبتدائی دھماکے' (Big Bang) سے شروع ہونے والی کائنات کی تخلیق سے لے کر اُس کے پھیلاؤ اور موجودہ حالت تک، ایک ایٹم کے نظام سے لے کر عظیم نظامِ سیارگان اور کہکشاؤں کے بڑے بڑے گروہوں تک ہر چیز کی بقا کا اِنحصار کھنچاؤ اور توانائی کے برقرار رہنے اور اُن کے مابین توازُن پر مبنی ہے۔ یہ کھنچاؤ مرکز مائل اور مرکز گریز قوّتوں کی صورت میں کائنات کے ہر مقام اور ہر شے میں پایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں "مرکز مائل قوّت" اور "مرکز گریز قوّت" کا ہر جگہ برابر پایا جانا ایک ایسے توازُن کی نشاندہی کرتا ہے جو نظامِ سیارگان کے وُجود کی ضمانت ہے۔ اُن دونوں طاقتوں کے اِعتدال ہی سے ساری کائنات کا نظام قائم و دائم ہے اور ذرا سی بے اِعتدالی تمام نظامِ عالم کو نیست و نابود کر سکتی ہے۔ گویا کائنات کا تمام توازُن اللہ ربّ العزت کے نظامِ ربوبیت کے پیدا کردہ کھنچاؤ اور توانائی ہی سے منظم ہے۔ اس بارے میں مولانا وحید الدین رقم طراز ہیں: "جدید علم نے کائنات کی جو تصویر بنائی ہے وہ ایک حد درجہ محکم اور منظم کائنات ہے۔ اس سے اولاً یہ قیاس کیا گیا کہ یہ ایک قسم کا مشینی نظام ہے جو اسباب و علل کے زور پر اپنے آپ چل رہا ہے لیکن گہرے مطالعہ نے اس مفروضہ کو بے بنیاد ثابت کر دیا۔ معلوم ہوا کہ کائنات کا نظام محکم ہونے کے ساتھ مکمل طور پر غیر مشینی ہے۔ ہر لمحہ ایک چلانے والے اور انتظام کرنے والے کا محتاج ہے۔"[3]

سائنسی نظریہ سے دیکھا جائے تو "آئن سٹائن" کے "خصوصی نظریۂ اِضافت" کے ذرِیعے قرآنِ مجید کے اِس تصوّر کو طاقت (توانائی) کے ذرِیعے پیدا کیا گیا ہے۔ توانائی ایسے مادّے پر مشتمل ہوتی ہے جسے روشنی کی ولاسٹی کے مربّع کے ساتھ ضرب دی گئی ہو۔ یہ تعلق اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مادّہ توانائی ہی کی ایک شکل ہے اور روشنی کی سمتی رفتار کے تناظر میں مادّے کے ہر ایٹم کے اندر توانائی کا بے پناہ ذخیرہ موجود ہوتا ہے۔ یہی وہ مساوات ہے جس نے سورج اور دُوسرے ستاروں میں توانائی کے ذرائع کی وضاحت کی اور اُسی کے ذریعے بعد ازاں ایٹمی توانائی اور ایٹم بم کی بنیادیں بھی فراہم ہوئیں۔ آئن سٹائن کی یہ دریافت

اِس حقیقت کو عیاں کرتی ہے کہ ایٹم کی ساخت طاقت یعنی توانائی کے ذریعے وُجود میں لائی گئی ہے۔ یہ حقیقت اِس آیاتِ قرآنی سے واضح ہوتی ہے:**وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ**O(الذّاریات، 47:51)[4]اور ہم نے کائنات کے سماوی طبقات کو طاقت (توانائی) کے ذرِیعے پیدا کیا اور ہم ہی اُسے وُسعت پذیر رکھتے ہیں۔اس کائنات کے مشاہدہ اور مطالعہ پر قرآن نے زور دیا ہے۔ قرآن کی تعلیمات کا نچوڑ یہی ہے کہ خدا کی عبادت کی جائے اور اس کی پیدا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے۔ خدا کی عبادت، ستائش اور اطاعت کے ذریعے ہی انسان کی شخصیت کی تکمیل ہوتی ہے۔ خدا کی محبت ہی انسان کی دنیاوی اور اخروی نجات کا ذریعہ ہے۔ محمد رفیع الدین اپنی کتاب "اسلام اور سائنس" میں لکھتے ہیں:"خدا کی محبت کے ذریعہ سے انسانی شخصیت کی تکمیل ہی مقصد کائنات ہے لیکن خدا کی محبت کو انسان کی فطرت میں ہے خدا کی معرفت کے بغیر بیدار نہیں ہوتی اور خدا کی معرفت حاصل کرنے کا طریق یہ ہے کہ انسان خدا کی صنعت یعنی کائنات کو دیکھے،اس پر غور کرے۔"[5]

## چرخ بھی کیا عجوبہ ہے

"چرخ بھی کیا عجوبہ ہے"ڈاکٹر مرزا حسن ناصر کی ایک فلکیاتی طویل نظمِ معریٰ ہے۔ یہ نظم کتابی شکل میں 2005ء میں حیدر آباد سے شائع ہوئی۔ یہ نظم بحر خفیف مسدس کی شکل میں لکھی گئی ہے اور یہ نظم معریٰ میں طویل نظم پیش کرنے کی بہترین کاوش ہے۔اس نظم کے 39 صفحات ہیں۔ اس نظم کے چودہ عنوانات ہیں جن میں ایک "اپنی بات" کے عنوان سے مصنف کی بات چیت ہے اور دوسری تمام عنوانات کے تحت سیاروں اور ستاروں کا ذکر ہے۔اس کائنات کی کوئی حد نہیں ہے۔پوری دنیا کے اوپر آسماں بچھا ہوا ہے یہ حقیقت ہے کہ اس کا کوئی کنارہ نہیں ہے اس پوری کائنات کو سمجھنا بہت مشکل کام ہے۔ ہمارے لیے ابھی تک اس پوری کائنات کو سمجھنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ہم نے ابھی تک اس کائنات کے بارے میں جتنی تحقیق کی ہے۔وہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جیسے سمندر کے پانی کا ایک قطرہ ہو۔ یہ زمین بھی کیا عجیب نمونہ ہے!اس کے ہر طرف خلا ہی خلا ہے اور ہر طرف تارے بکھرے ہوئے ہیں۔جو کے ایک دوسرے سے دور فاصلے پہ موجود ہیں۔جو سیارے ایک دوسرے سے جتنے فاصلے پر ہیں ا ن کی رفتار اتنی ہی زیادہ ہے۔ ان تمام اجرام فلکی کو دیکھ کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے لا محدود کوئی غبارہ ہو جو کہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے غبارے میں ہوا بھر دی جائے تو وہ پھولتا ہے اور فلک میں اجرام فلکی وہ غبارے میں ہوا کی مانند ہیں۔ آسمان پر بے شما رے تارے چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ تارے اپنی رنگت اپنی جسامت اور درجہ حرارت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان میں سے بہت سے ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہیں بالکل ایسے ہی جیسے آسمان پر کہکشاں جو کہ سات ستاروں کا جھرمٹ ہوتا ہے بہت سے ستارے روشنی بدلتے ہیں۔اکثر و بیشتر چند بہت محدود مدت کہ جیسے آگ کا شعلہ جلے اور بجھ جائے ا یسے بے شمار ستاروں میں ہماری زمین بھی ایک ستارہ ہے۔ اس گول زمین کے ارد گرد بہت سے تارے گردش کرتے ہیں۔ اس میں بنولا پایا جاتا ہے جس کے ذریعے سے ستارے وجود میں آتے ہیں۔ کیونکہ یہ بنولا گیس و گرد پر مشتمل ہے اسی سے تمام اجرام ملکی وقوع پذیر ہوئے۔ ان میں بہت سے ستارے سیاہ ہیں اور بہت روشن بھی ہیں یہ ستارے عام آنکھ سے نہیں دیکھے جاسکتے اگر دور کی عینک سے دیکھیں تو چھ ہزار تک دیکھے جاسکتے ہیں لیکن اگر دور بین سے دیکھیں پھر تو ہمیں بے شمار نظر آئیں گے۔انہیں تاروں میں ہمیں ایک تارہ نظر آتا ہے جس سے ہم سب بخوبی آگاہ ہیں جس سے ہماری زندگی کا وجود ممکن ہے۔یعنی ہمارا سورج۔ اسے بر اعظم سے تشبیہ دی گئی ہے جسامت کے لحاظ سے یہ درمیانہ درجہ رکھتا ہے۔ اسے خود کو روشن کرنے کیلئے کسی دوسرے تاروں کی ضرورت نہیں مطلب یہ تارہ کسی دوسرے کا محتاج نہیں اپنی روشنی سے اپنی ذات کو روشن کرلیتا ہے۔ اور تا

رے بھی سورج سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ یہ سورج گیس پر مشتمل آگ کا گولہ ہے۔ اس گیس میں ہیلیم بھی ہے اور ہائیڈروجن بھی۔ گو کہ یہ ستارہ جسامتی لحاظ سے اوسط درجہ رکھتا ہے لیکن اس میں ہماری زمین کی طرح کے لاکھوں ستارے اور سما سکتے ہیں یہ سورج اتنی گرم ہیئت رکھتا ہے کہ اس کے درمیان میں اگر کسی بھی ایلیمنٹ کا چھوٹے سے چھوٹا پارٹیکل بھی رکھ دیا جائے تو وہ فوراً ٹوٹ جائے۔ اس میں ہر وقت ہل چل مچی رہتی ہے۔ اس کی اوپر والی سطح پر سیاہ داغ بنے ہوئے ہیں یہ سورج ایک حقیقت ہے اس میں بہت سے ایٹمز ٹوٹتے رہتے ہیں۔ سورج کے درمیان میں ہائیڈروجن بدلتا ہے۔ بھاری ہلیم کے ایٹموں کی وجہ سے سورج کا وزن کم سے کم ہو رہا ہے۔ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ سورج (گرمیوں کے موسم میں) موسم گرما میں اپنے عروج پر ہوتا ہے کہ موسم سرما میں اس کی قوت میں کمی رونما ہو جاتی ہے یہ نئی قسم کی ایٹمی قوت ہے جس کے باعث زمین پر زندگی کا وجود ممکن ہے۔ "چرخ بھی کیا عجب عجوبہ ہے!" کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"غیر محدود یہ جو ہے کونین
جس کو کہتے ہیں کائنات کبھی
اور کبھی آسمان کہتے ہیں
اس کا کوئی نہیں کنارہ ہے
واقعی یہ تو ایک حقیقت ہے
پر سمجھنا اسے قیامت ہے
جو بھی اب تک سمجھ میں آیا ہے
وہ سمندر کا ایک قطرہ ہے
چرخ بھی کیا عجب عجوبہ ہے"[6]

سورج کے گرد نو سیارے چاند کے ساتھ گردش کرتے ہیں سیاروں کی سورج کے گردش کشش ثقل کی وجہ سے پہلے انہیں اجرام فلکی سے ہمارا نظام شمسی بنا ہے۔

**نظام شمسی**

سیارے سورج کی روشنی کی وجہ سے چمکتے ہیں چاند بھی سورج کی روشی سے چمکتا ہے۔ ہر وقت گھومتے ہی رہتے ہیں۔ یہ سیارے اپنے اپنے بیضوی مدار میں گردش کرتے ہیں جس سے سال وجود میں آتا ہے۔ جو سیارہ سورج کے قریب ہے اس کی رفتار اتنی ہی کم ہے جو سیاروں کی سورج کے گردش سے ہی چار موسم آتے ہیں چاند کی زندگی قمری مہینوں کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ مولانا وحید الدین "اسلام اور سائنس" میں رقم طراز ہیں: "آخر وہ کون سی منطق تھی جس نے ستاروں کے وجود میں آتے ہی ان کو لامتناہی خلا میں نہایت باقاعدگی کے ساتھ پھرانا شروع کر دیا، پھر وہ کون سی منطق تھی جس نے کائنات کے ایک بعید ترین گوشہ میں نظام شمسی کو وجود دیا، پھر وہ کون سی منطق تھی جس سے ہمارے کرہ زمین پر وہ عجیب وغریب تبدیلیاں ہوئیں جن کی وجہ سے یہاں زندگی کا قیام ممکن ہو سکا اور جن تبدیلیوں کا سراغ آج تک کائنات کی بے شمار دنیاؤں میں سے کسی ایک دنیا میں معلوم نہ کیا جاسکا ہے، پھر وہ کون سی منطق تھی جو ایک خاص مرحلہ پر بے جان مادہ سے جاندار مخلوق پیدا کرنے کا سبب بن گئی۔ کیا اس بات کی کوئی معقول توجیہہ کی جاسکتی ہے کہ زمین پر زندگی کس طرح اور کیوں وجود میں آئی اور کس قانون کے تحت مسلسل پیدا

ہوتی چلی جارہی ہے۔ پھر وہ کون سی منطق تھی جس نے کائنات کے ایک چھوٹے سے رقبہ میں حیرت انگیز طور پر وہ تمام چیزیں پیدا کر دیں، جو ہماری زندگی اور ہمارے تمدن کے لیے درکار تھیں، پھر وہ کون سی منطق ہے جو ان حالات کو ہمارے لیے باقی رکھے ہوئے ہے۔"[7] جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں ہم آسانی کے ساتھ پوری کائنات کے نظام کا اور اس کے چلانے والے کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ یہ سورج، چاند س، تارے، سیارے اور دیگر اجرام فلکیات سب ایک باقاعدہ نظام کے تحت کام کرتے ہیں۔ جن کا چلانے والا ایک خدا ہے۔

### نظم میں سیاروں کا ذکر

اگر ہم اس نظم کی روشنی ہیں دیکھیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ عطارد سورج کے سب سے قریب پایا جانے والا سیارہ ہے۔ اسے سب سے چھوٹا سیارہ تصور کیا جاتا تھا لیکن حقیقت میں یہ پلوٹو سے بھی بڑا ہے۔ یہ سیارہ دن کے وقت بہت گرم اور رات کے وقت سخت سرد ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں زندگی کا وجود ممکن نہیں ہے۔ اس کے بعد جو سیارہ ہے جسے آسمان کی شہزادی کہا جاتا ہے:

"وہ تو افلاک کی ہے شہزادی
لوگ اکثر اسے ہیں کہہ دیتے
صبح کا اور شام کا تارہ
اور کہتے ہیں سعد اصغر بھی
جو ہے مہتاب و آفتاب کے بعد"[8]

عمومی طور پر زہرہ صبح اور شام کو نمودار ہونے والا سیارہ ہے یہ سیارہ سب سیاروں سے زیادہ روشن ہے اسے بادل اپنے گھیرے میں لیے پھرتے ہیں یہ سیارہ محوری رفتار بناتا ہے مطلب اس کا ایک دن ہمارے پونے سال کے برابر ہے یہ زمین سے تھوڑا ہی چھوٹا ہے اس سیارے میں گیس وافر مقدار میں پائی جانے کی وجہ سے یہ سیارہ کافی وزنی ہے۔ پانی نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے یہا ں ایسے ہی لگتا ہے جیسے ریت کا سمندر ہو۔ یہ سیارہ بھی شدید گرم ہے اگر اسے دوربین سے دیکھا جائے تو چاند جیسا ہی محسوس ہوتا ہے مگر چاند نہیں۔ اس بارے میں قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:"**اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ(البقرہ:2:164)**"[9] بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی تبدیلی میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

### عظیم سیارہ

یہ تیسرا سیارہ ہماری پیاری زمین ہے۔ اس میں شاعر اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہی وہ عظیم سیارہ ہے جہاں ہم سب نے جنم لیا جو ہم سب کی جائے وقوع ہے اس کی شکل کو شاعر نے ناشپاتی سے تشبیہ دی ہے۔ صبح و شام یہ سورج کے گرد گردش کر رہی ہے۔ یہ لٹو کی طرح مغرب سے مشرق تک گھومتی رہتی ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں زمین اپنا ایک چکر مکمل کر لیتی ہے۔ اور ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے تمام اجرام فلکی اسی کے برعکس گردش کرتے ہیں۔ دن رات کا آنا جانا موسم کا تبدیل ہونا یہ سب سورج کی گردش کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالی نے زمین کو بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے۔ زمین کے بارے میں شاعر لکھتے ہیں:

"اور سیارہ تیسرا گیتی
یعنی اپنی زمین یہ پیاری سی
جس پر جنمے ہیں ہم سبھی نامر
جس کی ہے شکل ناشپاتی سی"[10]

ہوا، پانی، آکسیجن اس میں شاعر التماس کرتے ہیں کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم زمین کو سرسبز شاداب رکھیں اور جب چاند اور سورج ایک دوسرے کے آمنے سامنے آتے ہیں تو گرہن کا منظر نظر آتا ہے۔

"بیچ میں ٹھیک چاند و سورج کے
ہم کو آتا نظر خسوف کہیں"[11]

آسمان کا جلال جس سیارے سے منسوب ہے وہ سیارہ مریخ ہے۔ جب سیارہ زمین کے قریب آتا ہے تو آسمان کی رونق کا باعث بنتا ہے۔ اس کا قطر زمین کا نصف ہے۔ وہاں ہوا بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔ خلائی طیارے اس سیارے پر تحقیقات کے لیے جاتے ہیں ایسے ہی معلوم ہوتا ہے جیسے یہ سیارہ بھی چاند جیسی ہی مشابہت رکھتا ہے وہاں تحقیقات سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ماضی میں یہاں لوگوں کا مسکن رہا ہے۔ یہ سیارہ دور بین سے دیکھیں تو برف کی ٹوپیاں ادھر نظر آتی ہیں۔ جو موسم گرما میں پگھل کر جسامتی لحاظ سے چھوٹی ہو جاتی ہیں۔

"آب سے بھی وہاں ہوں مل کے بنی
جب کہ آتا ہے موسم گرما
ٹوپیاں برف کی پگھل کر یہ
چھوٹی ہو جاتی ہیں جسامت میں"[12]

مشتری اجرام فلکی کا پانچواں سیارہ جسے سعید اکبر بڑا سیارہ کہتے ہیں۔ اس کا نظر زمین کے لحاظ سے گیارہ گنا بڑا ہے۔ اس کا ایک چکر سورج کے گرد یوں محسوس ہوتا ہے جیسے بارہ سال لگ جائیں لیکن اس کی رفتار بہت تیز ہے۔ اس کی رفتار اس قدر تیز ہے کہ اس کی دوسری مثال نہیں ملتی ہے۔ اگر اسے دور بین سے دیکھیں تو بہت دلکش لگتا ہے۔ بہت رنگین سیارہ ہے اس میں ایک سرخ داغ وسیع پایا جاتا ہے۔ مولانا وحید الدین لکھتے ہیں: "سائنس کی واپسی مذہب کی صداقت کا ایک ایسا واضح ثبوت ہے جس کے بعد کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں۔"[13]

مشتری پر ہیلیم، ہائیڈروجن، امونیا، اور میتھین گیس پائی جاتی ہیں۔ اس سیارے پر زندگی کا وجود ممکن نہیں ہے۔ اس سیارے کو اللہ پاک نے چاند کا روپ بخشا ہے۔ یہ زمین کے قریب تر ہے ایک مہینے میں یہ اپنا ایک چکر مکمل کر لیتا ہے۔ جسکو عام لفظوں میں قمری مہینہ بھی کہتے ہیں۔ چاند پر بھی دنیا کا سکن ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ زندہ رہنے کے لئے ہوا، پانی، آکسیجن لازمی ہیں جو چاند پر ناممکن ہیں۔ چاند پر دن میں سخت گرمی اور رات کو سخت سردی پڑتی ہے۔ چاند اور زمیں جب ایک سیدھ میں روبرو ہو جائیں تو ہمیں نظر آتا ہے۔ کیونکہ

"فلک میں آگ لگ جاتی جب دونوں روبرو ہوتے
غروب شمس لازم تھا طلوع چاند سے پہلے "[14]

زحل یہ اجرام فلکی کا چھٹا سیارہ سب سے نیارہ سیارہ ہے۔ یہ سیارہ بھی مشابہتی لحاظ سے مشتری جیسا ہے اگر دوربین سے دیکھیں تو اس پر بھی وجود زندگی ممکن نہیں ہے۔ زحل پر بہت تھوڑی ہوا کی مقدار پائی جاتی ہے۔ اسی لئے وہاں زندگی کا وجود ممکن ہے۔
"جس یہ تھوڑی ہوا یقیناً ہے
اور ممکن ہے زندگی کا وجود!"[15]

یورینس نیپچون اور پلوٹو ان سیاروں کو دوربین میں بھی بہت مشکل سے دیکھا گیا۔ سب سے پہلے جس نے یورینس سیارے کی جانچ پڑتال کی وہ شخص ولیم پرشل تھا۔ اس نے دیکھا کہ یہ سیارہ مشتری کے جیسی مشابہت رکھتا ہے وہی گیس یورنیس میں پائی جاتی ہے جو مشتری میں پائی جاتی ہیں۔ مگر یہاں بھی زندگی کا وجود ممکن نہیں ہے۔ آٹھواں سیارہ نیپچون بناوٹی لحاظ سے یورینس جیسا یہ سیارہ سورج سے دور ہونے کی وجہ سے کافی سرد ہے اسے دوربین سے دیکھا جائے تو برف کے ڈھیر نظر آتے ہیں ادھر سائنس دانوں نے تحقیقات کی تو قوت کشش ثقل وجود میں آئی جسے مشہور سائنس دان اسحاق نیوٹن نے دریافت کیا۔

نواں سیارہ جو کہ اجرام فلکی کا آخری سیارہ ہے کیونکہ اس سیارے کی رفتار سورج اور تمام سیاروں سے آہستہ ہے۔ یہ انتہائی سرد ہے اور یہاں زندگی کا وجود ممکن نہیں ہے۔
"تیرگی میں وہ بیضوی رہ پر
سب سے آہستہ چلنے والا ہے
سرد بھی بے پناہ رہتا ہے
زندگی کا نہیں وجود وہاں"[16]

## شہابِ ثاقب(Meteoroid)

شہابِ ثاقب(Meteoroid) چمک دار اجرام فلکی ہیں جو فضا سے آتے اور زمین پر گرتے ہیں۔ انہیں شہابیہ یا گرتے ہوئے ستارے بھی کہا جاتا ہے۔ ماہرین کے مطابق شہابِ ثاقب دراصل تقریباً ساڑھے چار ارب سال قبل نظامِ شمسی کی تخلیق کے بعد بچ جانے والا ملبہ ہیں امریکی خلائی سائنس دانوں کے مطابق فروری 2013 میں جو شہابیے، اسٹیرائڈ یا سیاروں سے ٹوٹ کر گرنے والے اجرامِ فلکی روس میں گرے تھے ان سے کہیں زیادہ خطرناک صورتِ حال کسی نئے شہابِ ثاقب سے پیدا ہو سکتی ہے۔
"یہ جو دم دار تارے آتے ہیں
چھوڑ کر اپنے پیچھے جاتے ہیں
دھول کے ابر انگنت ٹکڑے
وہ بھی کرتے طواف سورج کا"[17]

## دوسرے نظمِ شمسی کا تصور

دوسرے نظام شمسی میں شاعر کا خیال ہے کہ ایک اور نظام شمسی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ اس نظام شمسی کے بھی اپنے ستارے ہیں اور وہاں پر زندگی ممکن ہے اور وہاں پہ اشرف المخلوقات بھی رہتے ہوں گے اور وہاں پہ ساری ضرورتیں بھی ہوگی۔ دنیا کی ہر چیز مسلسل بدل رہی ہے اور گردش میں ہے۔

"اس ہمارے نظامِ شمسی میں
زندگی تو ہے صرف دھرتی پر
بقیہ سیّارے سب ہی ہیں بے جان
گویا شمسی نظام ہے صحرا
جس میں گیتی ہے اک نخلستان"[18]

**خلاصہ بحث**

حسن ناصر کی زیر مطالعہ نظم سے واضح ہوتا ہے کہ اس کائنات کی ہر چیز توجہ طلب اور قابلِ تحقیق ہے۔ جامد مادہ اور حیاتِ زندگی کے علم میں نمایاں فرق ہے۔ کچھ لوگ انسانی علوم میں دل چسپی رکھتے ہیں اور کچھ کائنات کے نظام میں تلاش جاری رکھتے ہیں۔ تمام علوم انسان کی تحقیق میں شامل ہیں مگر ان کے بارے میں حتمی رائے نہیں دی جا سکتی ماسوائے اس کے کہ اس کائنات کی ہر چیز کا خالق و مالک خدائے واحد و یکتا ہے۔ ابھی تک انسان فطرت کے تمام مظاہر کی تحقیق نہیں کر پایا ہے۔ اب سائنس دان بھی بڑے وثوق سے کہتے ہیں کہ قدرت صرف ایک ہی راستہ اختیار کر سکتی ہے جو روزِ اول سے علت اور معلول کی مسلسل کڑی کے مطابق ابد تک کے لیے معین ہے۔ اسلام اور سائنس کے حوالے سے ادبا نظم و نثر میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

References

[1] Maryam 19:35.
[2] Al-Anbia 21:30.
[3] Molana Waheed-u-Din Khan, Mazhab aur Science (India: Noida,1999),5.
[4] Al-Zariyyat 51:47.
[5]Muhammad Rafi-u-Din, Islam aur Science (Karachi: Urdu Academy,1987),3
[6] Dr, Mirza Hasan Nasir, Churkh BHi kia Ajab Ajooba Hay (Lakhno: Al-Khataat Victoria Street, 2005),7.
[7] Mawlana Waheed-u-Din Khan, Mazhab aur Science,37.
[8] Waheed-u-Din Khan, Mazhab aur Science,14,15.
[9] Al-Baqara 2:164.
[10] Hasan Nasir, Churkh BHi kia Ajab Ajooba Hay, 16
[11] Hasan Nasir, Churkh BHi kia Ajab Ajooba Hay, 20
[12] Hasan Nasir, Churkh BHi kia Ajab Ajooba Hay, 2
[13] Molana Waheed-u-Din Khan, Mazhab aur Science,35
[14] Waheed-u-Din Khan, Mazhab aur Science, 5
[15] Waheed-u-Din Khan, Mazhab aur Science, 24
[16] Waheed-u-Din Khan, Mazhab aur Science, 27
[17] Waheed-u-Din Khan, Mazhab aur Science, 34
[18] Waheed-u-Din Khan, Mazhab aur Science, 36